OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com



# تعلیم کا تصور و اہمیت اور اس کا معاشرتی تناظر: قرآنی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

# The Concept and Importance of Education and its Social Context: An Analytical Study in the Light of Quranic Teachings

**Khursheed Ahmad**
*MPhil, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan*
**Dr. Monazza Hayat**
*Associate Professor, Department of Islamic Sciences, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan*
**Muhammad Adnan**
*Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad, Pakistan*

## Abstract

Education is one of the most significant pillars of human civilization and social development. It not only imparts knowledge but also cultivates values, morality, and a constructive approach towards life. This research explores the concept and importance of education in the light of Qur'anic teachings and social realities. The Qur'an, as the primary source of guidance, emphasizes knowledge as the foundation of human dignity and success, beginning with the command of "Iqra" (Read). It highlights the transformative power of education in eliminating ignorance, shaping ethical behavior, and developing a just society. Education in the Islamic framework is not limited to the acquisition of information but extends to the nurturing of intellect, spirituality, and character. Furthermore, the study analyzes the role of

education in contemporary society, where challenges such as materialism, moral decline, and social disintegration demand a revival of Qur'anic guidance. The paper also examines how education strengthens social structures by fostering tolerance, cooperation, and awareness among individuals. The discussion reveals that education is both a divine command and a social necessity that bridges the gap between tradition and modernity. In conclusion, education must be redefined beyond formal schooling and considered as a lifelong process that integrates personal growth with social progress. The findings of this study call for reorientation of educational policies and practices according to Qur'anic principles to ensure the holistic development of individuals and societies.

**Keywords:** Education, Qur'an, Knowledge, Society, Morality, Development

## تعارفِ موضوع

تعلیم انسانی زندگی اور تہذیب کی بنیاد ہے۔ یہ محض معلومات کی ترسیل نہیں بلکہ اقدار، کردار سازی اور شخصیت کی تعمیر کا نام ہے۔ قرآن مجید میں تعلیم کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے اور وحی کا آغاز ہی لفظ "اقْرَأْ" سے ہوا، جو پڑھنے اور علم حاصل کرنے کی دعوت ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں تعلیم صرف دنیاوی ترقی کا ذریعہ نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی ارتقاء کا بھی بنیادی وسیلہ ہے۔ تعلیم کے ذریعے انسان جہالت، ظلمت اور غیر اخلاقی رویوں سے نکل کر شعور، روشنی اور کردار کی بلندی تک پہنچتا ہے۔ سماجی تناظر میں تعلیم معاشرتی ہم آہنگی، برداشت، تعاون اور ترقی کی ضمانت ہے۔ آج کے دور میں جہاں مادہ پرستی، اخلاقی زوال اور سماجی انتشار نمایاں ہیں، وہاں قرآن کی روشنی میں تعلیم کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ اس مطالعہ کا مقصد یہ اجاگر کرنا ہے کہ تعلیم صرف فرد کی ذہنی نشوونما نہیں بلکہ پورے معاشرے کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ یوں تعلیم کو ایک ایسا عمل قرار دیا جا سکتا ہے جو انسانی شخصیت کو نکھارتا اور سماج کو ایک مثبت سمت عطا کرتا ہے۔

## مقاصدِ تحقیق

1. **تعلیم کے تصور کو واضح کرنا:** تعلیم کے لغوی، اصطلاحی اور قرآنی مفہوم کو بیان کرتے ہوئے اس کی جامع تعریف متعین کرنا۔
2. **قرآنی تعلیمات میں تعلیم کی اہمیت کا جائزہ لینا:** قرآن مجید میں علم و تعلیم کے متعلق آیات کا تجزیہ کر کے ان کی رہنمائی کو اجاگر کرنا۔

3. **تعلیم کی سماجی اہمیت کو واضح کرنا:** یہ تحقیق کرنا کہ تعلیم فرد کی شخصیت سازی اور معاشرتی ترقی میں کس طرح کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔
4. **تعلیم کے ذریعے اخلاقی و روحانی تربیت کا مطالعہ کرنا:** اس بات کو سمجھنا کہ تعلیم کس طرح انسان کو جہالت، بد اخلاقی اور معاشرتی بگاڑ سے نجات دلاتی ہے۔
5. **عصرِ حاضر کے مسائل اور تعلیم کا ربط واضح کرنا:** موجودہ دور میں تعلیم کے چیلنجز (مادہ پرستی، اخلاقی زوال، سماجی انتشار) کا جائزہ لے کر قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل تجویز کرنا۔
6. **تعلیمی پالیسی و نظام کے لیے رہنمائی فراہم کرنا:** اس بات کا تعین کرنا کہ کس طرح تعلیمی نظام کو قرآنی اصولوں اور سماجی تقاضوں کے مطابق بنایا جاسکتا ہے۔

**مبحث اول: تعلیم کا بنیادی تعارف**

تعلیم کیا ہے پر بات کرنے سے قبل ہمیں علم اور تعلیم کے فرق کو سمجھنا ہو گا، علم سے مراد کسی شے کے فہم کے لیے جاتے ہیں، فلسفے میں علم کسی موضوع کے متعلق مربوط مکمل اور صحیح واقفیت کا نام علم ہے، جس طرح اینٹوں کے ڈھیر کو عمارت کا نام نہیں دیا جاسکتا' اسی طرح غیر مربوط معلومات کو علم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ایسا عمل جس کے ذریعے طلبا میں تعلیم کے عمل کو انجام دیا جائے اسے تدریس (ٹیچنگ) کا نام دیا جاتا ہے۔ ہمارے تعلیمی نظام میں اس کے کئی طریقے رائج ہیں مثلاً ایک ایسا طریقہ جس میں یک طرفہ معلومات استاد کی جانب سے دی جاتی ہیں طلبا خاموشی سے سنتے ہیں، معلم نہایت ترتیب اور منطقی انداز میں نفس مضمون پیش کرتا ہے، یہ طریقہ تقریری طریقہ تدریس کہلاتا ہے۔ تعلیم کیا ہے اور اس کی ضرورت کیوں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے کہ:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ[1]

اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا

سورہ مبارکہ کی پہلی آیت پر اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وحی کا آغاز جس لفظ اور کلمہ سے ہو رہا ہے اس کا تعلق پڑھنے سے ہے۔ اس حرف آغاز کا مطلب یہ ہوا کہ خدائے ذوالجلال نے اپنی ہدایت کا آغاز ہی تحصیل علم کے حکم سے کیا ہے لہذا حصول علم ہی وہ پہلا قدم ہے جہاں سے مرتبہ نبوت کا آغاز ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ہم پانچویں آیت کے آخری الفاظ پر غور کرتے ہیں تو مرتبہ نبوت کی انتہا بھی حصول علم پر ہی ہوتی نظر آتی ہے۔ گویا ہم ایک اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ نبوت کا آغاز بھی علم ہے اور منتہا بھی علم ہی ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ بھی علم ہی کے دامن میں ہے، لہذا اس سے علم اور پڑھنے لکھنے کی حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے، ہدایت آسمانی کے فروغ کے لئے حصول علم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور جہالت کے اندھیروں کے خلاف مسلسل جہاد کی ترغیب ملتی ہے۔ تعلیم ایک مکمل باضابطہ تدریس کا عمل ہے، جس میں استاد اپنے شاگردوں کو کتابوں کی روشنی میں درس دیتا ہے، جبکہ علم کا مطلب ہے جاننا، جو کسی مدرسے یا اسکول کا محتاج نہیں۔ یہ تو ہر جگہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ انسان اپنے آپ سے بھی سیکھ سکتا ہے۔ یہ کسی کی میراث بھی نہیں، بلکہ وہ شعوری کاوش ہے، جس کی بدولت شخصیت کے ساتھ خاندان، معاشرے اور وطن میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔

اردو میں تعلیم کا لفظ دو خاص معنوں میں مستعمل ہے۔ایک اصطلاحی اور دوسرے غیر اصطلاحی۔ غیر اصطلاحی مفہوم میں تعلیم کا لفظ واحد اور جمع دونوں صورتوں میں استعمال ہو سکتا ہے اور آدرش، پیغام، درسِ حیات، ارشادات، ہدایات اور نصائح کے معنی دیتا ہے۔ جیسے آنحضرتﷺ کی تعلیم یا تعلیمات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم یا تعلیمات اور شری کرشن کی تعلیمات وغیرہ۔ لیکن اصطلاحی معنوں میں تعلیم یا ایجوکیشن سے وہ شعبہ مراد لیا جاتا ہے جس میں خاص عمر کے بچوں اور نوجوانوں کی ذہنی اور جسمانی نشو و نما، تخیلی و تخلیقی قوتوں کی تربیت و تہذیب، سماجی عوامل و محرکات، نظم و نسق مدرسہ، اساتذہ، طریقہ تدریس، نصاب، معیار تعلیم، تاریخ تعلیم، اساتذہ کی تربیت اور اس طرح کے دوسرے موضوعات زیر بحث آتے ہیں۔یوں تو باضابطہ تعلیم اگرچہ معاشرے کے ایک خاص طبقے کو دی جاتی ہے۔یعنی کم عمر طبقے اور بچوں کو لیکن وہ نتیجۃً پورے معاشرے پر محیط ہوتی ہے۔اس کی وضاحت اس طور پر کی جاسکتی ہے کہ ہم جس نسل کو تعلیم دیتے یا دلواتے ہیں یہ نسل زیادہ سے زیادہ بیس سال کی مدت میں معاشرے میں اپنی کم زور ترین اور بے اثر سطح سے نکل کر معاشرے کی موثر ترین سطح پر آجاتی ہے اور سماج کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے،یعنی جوان طبقہ جو سماج کی ہر قوت واہمیت کی ذمے داری کا حامل ہے۔ تعلیم اپنے عمومی معنیٰ میں سیکھنے کی ایک قسم ہے جس میں لوگوں کے علم، ہنر اور عادات کو درس، تربیت یا تحقیق کے ذریعے ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل کیا جاتا ہے۔ تعلیم سیکھنے کی سہولت فراہم کرنے کا عمل، یا علم، ہنر، اقدار، عقائد، اور عادات کے حصول کا عمل ہے۔ ہمارے تعلیمی طریقوں میں کہانی سنانے، مباحثہ کرنے، تعلیم دینے، تربیت اور ہدایت دینے والی تحقیق شامل ہیں۔

### تعلیم کا لغوی معنی

فیروز اللغات میں ہے:

"تعلیم کا معنی: تلقین، ہدایت، تربیت[2]"

تعلیم کا مطلب سکھانا ہے۔

**اَلْعِلْمُ اِدْرَاکُ الشَّيِ بِحَقِيْقَتِه**[3]

ترجمہ: ”علم کسی شے کو اس کی حقیقت کے حوالے سے جان لینے کا نام ہے۔“

یعنی علم ایک ایسا ذہنی قضیہ اور تصور ہے جو عالم خارج میں موجود کسی حقیقت کو جان لینے سے عبارت ہے۔ علم کا اطلاق ایسے قضیے پر ہوتا ہے جو محکوم اور محکوم بہ پر مشتمل ہو اور جس کے متوازی خارج میں ایسی ہی حقیقت موجود ہو جیسی قضیے میں بیان ہوئی ہو، لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر قضیہ علم نہیں ہو سکتا، وہی قضیہ علم کہلائے گا جو کلی اور وجوبی ہو اور موجود خارج کے حوالے سے صحت کا مصداق ہو۔

### مزید تعریف

"علم سکھانے کا عمل، ہدایت، کسی کو کچھ سکھانا، پڑھانا"[4]

**علیم یا آموزش** اپنے وسیع تر معنوں میں وہ چیز ہے جس کے ذریعے لوگوں کے کسی گروہ کی عادات اور اہداف ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتے ہیں۔ اپنے تکنیکی معنوں میں اس سے مراد وہ رسمی طریقہ کار ہے جس کے ذریعے ایک معاشرہ اپنا مجموعی علم، ہنر، روایات اور اقدار ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل کرتا ہے؛ عموماً اسکول میں کی جانے والی تربیت۔

### تعلیم کی لغوی تحقیق

لفظ تعلیم عربی لفظ "علم" سے مشتق ہے۔علم کے معنی ہے جاننا، آگاہی حاصل کرنا، واقفیت، شعور یا باطنی روشنی۔EDUCATION لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی نشوونما کرنا، تربیت اور پرورش کرنا ہے۔

## تعلیم کی اصطلاحی تعریف

تعلیم سے مراد نئی نسلوں تک معاشرتی اقدار، ادب اور ثقافت کی منتقلی ہے۔

## شریعت میں تعلیم کی تعریف

اصطلاح شرع میں حق تعالیٰ کی ذات وصفات کو جاننا، اور یہ کہ انسان کے دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے یعنی کے مقصد حیات اس کو تعلیم کہتے ہیں۔

## عرف میں تعلیم کی تعریف

تعلیم سے مراد ایسا نظام وضع کرنا ہے جس کے ذریعے آنے والی نسلوں کی تربیت اس طور پر ہو کے وہ ملک کی تمام ضروریات کو خواہ وہ معاشی ہوں یا سیاسی، علمی ہوں یا دفاعی، پوری کر سکیں۔ تعلیم کا لغوی معنٰی کسی کو کچھ بتانا، پڑھانا یا سکھانا ہے۔ بعض لوگ غلط فہمی میں اس کو تدریس کا ہم معنی سمجھتے ہیں۔یعنی طلبہ کو بعض مضامین یا کتب کا درس دے دینا انھیں لکھنا پڑھنا اور حساب وغیرہ سکھا دینا۔ حالاں کہ تعلیم بہت ہی جامع لفظ ہے۔ اس کے مفہوم میں تدریس کے ساتھ ساتھ تدریب یعنی مختلف علوم و فنون میں مہارت پیدا کرانا، تادیب یعنی ادب سکھانا اور تربیت یعنی شخصیت کے ہمہ گیر پہلوؤں کی ترقی و نشوونما کرنا بھی شامل ہے۔ تعلیم عربی زبان کے لفظ "علم" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے کسی چیز کا جاننا، پہچاننا، یقین کی حد تک حقیقت کا ادراک جو مبنی بر دلیل ہو علم کہلاتا ہے، اور "تعلیم" ثلاثی مزید فیہ کے باب تفعیل سے مصدر ہے جس کا لغوی مطلب ہے سکھانا، پڑھانا، تربیت دینا[5]۔ اصطلاحی معنوں میں تعلیم کا مطلب ہم نے بہت محدود کر دیا ہے، آج کل تعلیم یافتہ ہونے کا مطلب ہم یہ سمجھتے ہیں جو تربیت سے عاری صرف پڑھنا لکھنا جانتا ہو اور سونے پہ سہاگہ اعلی تعلیم یافتہ اس شخص کو گردانتے ہیں جس کی پیٹھ پر بہت سی اسناد کا بوجھ ہو اور یہ مشاہدے کی بات ہے کہ جس کی پیٹھ پر اسناد کا زیادہ بوجھ ہو وہ اتنا ہی مسخ شخصیت کا مالک نظر آتا ہے، سوائے ان کے جو تعلیم کے وسیع النظر مطلب ومفہوم سے واقف ہیں، اصطلاح میں لفظ "تعلیم" کا مطلب بہت وسیع ہے، مادی وروحانی ضروریات کے پیشِ نظر زمانے کے نشیب وفراز کو سمجھنا، اپنی سوچ وسمجھ سے فکری صلاحیتوں کو بہتر بنانا، ماضی وحال کے مختلف واقعات کے تناظر میں معاشرتی، اقتصادی، جغرافیائی ضروریات کا شعور اور ان تمام پہلوؤں کے انسانی سماجی زندگی پہ مرتب ہونے والے اثرات کی حقیقت کو سمجھنا اور اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے موجود معلوم حقائق کی روشنی میں خوبیوں وخامیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے کارآمد شہری بنانے کی تربیت کرنے کو تعلیم کہتے ہیں۔ اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کی علمی وقعت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِؤُنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ"[6]

اور اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو تمام (اَشیاء کے) نام سکھا دیئے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا، اور فرمایا: مجھے ان اشیاء کے نام بتا دو اگر تم (اپنے خیال میں) سچے ہو۔ فرشتوں نے عرض کیا: تیری ذات (ہر

نقص سے) پاک ہے ہمیں کچھ علم نہیں مگر اسی قدر جو تو نے ہمیں سکھایا ہے، بیشک تو ہی (سب کچھ) جاننے والا حکمت والا ہے۔

قرآن مجید تمام علوم کا سرچشمہ ہے لیکن ایک بنیادی بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ قرآن اور دیگر کتب میں فرق ہے۔ دیگر علوم پر مشتمل تمام کتب میں اپنے موضوع کے اعتبار سے ہی بحث کی جاتی ہے اور ایک Discipline کی کتاب دوسرے Discipline کے متعلق خاموش دکھائی دیتی ہے لیکن قرآن مجید تمام علوم کا خزانہ اور سمندر ہے۔ دیگر تمام علوم کی حیثیت جزوی ہے جبکہ قرآن مجید کا علم غیر محدود اور کلی ہے، اور تمام علوم کے مصادر وماخذ کی حیثیت کا حامل ہے۔

**علم کے ذریعے آدمی ایمان و یقین کی دنیا آباد کرتا ہے، بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے، بُروں کو اچھا، دشمن کو دوست، بے گانوں کو اپنا بناتا ہے اور دنیا میں امن وامان کی فضا پیدا کرتا ہے۔**

علم کی فضیلت وعظمت، ترغیب وتاکید دین اسلام میں جس بلیغ ودل آویز انداز میں پائی جاتی ہے اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ تعلیم وتربیت، درس وتدریس تو گویا اس دین برحق کا جزو لاینفک ہے۔ کلام پاک کے تقریباً اٹھتّر ہزار الفاظ میں سب سے پہلا لفظ جو پروردگار عالم نے رحمت العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے قلبِ مبارک پر نازل فرمایا، وہ اِقراء ہے یعنی پڑھ۔ گویا وحی الٰہی کے آغاز ہی میں جس بات کی طرف سرکار دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے ذریعے نوع بشر کو توجہ دلائی گئی، وہ لکھنا پڑھنا اور تعلیم وتربیت کے زیور سے انسانی زندگی کو آراستہ کرنا تھا۔ انسان کی زندگی سے جڑے ہر پہلو کا تعلق تعلیم سے ہے، انسانی سماج میں موجود ہر انسان معلم وطالبعلم بیک وقت دونوں خصلتوں کا حامل ہے۔ سرمایہ دارانہ سوچ نے ہمارے سماجی نظام کو بری طرح سے جکڑا ہوا ہے اس قسم کے مصنوعی حالات پیدا کئے جاتے ہیں کہ تمام معاشرتی اکائیاں چار وناچار اس نظام کے آگے بے بس نظر آتی ہیں، رہن سہن کا طریقہ، معاشرتی ومعاشی نظام سب کا سرمایہ دارانہ نظام نے احاطہ کیا ہوا ہے، سماج میں موجود ہر انسان شخصی حوالے سے اس قسم کی سوچ وفکر کا حامل ہے۔ ہر چیز کی قدر پیسہ بن چکی ہے حتیٰ کہ آج کے دور میں جذبات واحساسات بھی روپے کی نظر ہو چکے ہیں جب سب کچھ ہی پیسہ ہے تو یہ روش ہمارے معاشرتی رویوں کی تبدیلی کا باعث بنی ہے، ہمارا انداز فکر مشینی طرز کا ہو گیا ہے ہم کسی بھی چیز کے بارے میں سوچنے لگتے ہیں تو سب سے پہلے جو قدر ہمارے سامنے آتی ہے وہ روپیہ ہے کہ مجھے اس سے کتنا مالی فائدہ ہو گا۔ ہمارا المیہ ہے کہ ہم چیزوں کی قدر سے زیادہ قیمت کو اہمیت دیتے ہیں اور یہ سوچ اور رویہ لاشعوری طور پہ ہماری شخصیت کا حصہ بن چکا ہے اسی سوچ اور رویہ کی وجہ سے انسانوں کی اہمیت بھی قیمت کے تناظر میں طے کی جاتی ہے جو جتنا مالدار ہو گا اتنا ہی معزز متصور ہو گا حقیقت میں وہ چاہے رہزن بدمعاش ہی کیوں نہ ہو اور ایک سفید پوش انسان چاہے کتنا ہی بہترین انسان کیوں نہ ہو سرمایہ کی قلت کی وجہ سے معاشرے میں وہ مقام حاصل نہیں کر سکتا۔

**مقصد تعلیم**

مقصد تعلیم ذاتی مفادات کے حصول کی جنگ نہیں اور نہ ہی لاتعداد اسناد کا بوجھ لادے معاشرے میں لوگوں کو مرعوب کرنا مقصدِ تعلیم ہے بلکہ مشاہدہ وتسخیر کائنات کے ساتھ ساتھ معاشرتی اکائیوں کی ذہنی وجسمانی نشوونما، تخیلی وتخلیقی قوتوں کی ترتیب وتہذیب، سماجی عوامل ومحرکات کے اثرات، نظم ونسق، نقطہء نظر کی اہمیت، مقصدِ حیات کا تعین، تہذیب وتمدن، معاشرت، اعلیٰ اخلاقی اقدار، فنِ بیان، فلاحِ انسانیت سے سرشار تسخیرِ حیات کی تربیت اور زمانی تقاضوں سے ہم آہنگی پیدا کرنا مقصدِ تعلیم ہے۔

جہاں تعلیمی اداروں کی ذمہ داری ہے وہاں انفرادی طور پہ معاشرتی اکائیوں کی اولین ذمہ داری ہے کہ اپنی سوچ کو تبدیل کریں آنے والی نسلوں کی ذہن سازی اس انداز میں کریں کہ سرمایہ دارانہ نظام کا آلہ کار بننے کی بجائے واقعتاً تعلیم یافتہ کہلائیں اور معاشرے میں اعلی اخلاقی و سماجی اقدار کی تربیت و ترویج کر سکیں، ضروریات زندگی کو مقصدِ حیات نہ بنائیں چیزوں کو قیمت کی بجائے ان کی قدر کو معیار بنائیں، فلاح انسانیت اولین ترجیحات کا حصہ ہونا چاہیے اور یہ سب کچھ تبھی ممکن ہے جب ہم خود ایسی اقدار کو اپنائیں گے اور ان اقدار کا اپنانا ہی تعلیم و مقصدِ تعلیم کہلاتا ہے۔

**مبحث دوم: تعلیم کی ضرورت واہمیت**

تعلیم ایک انسان کو ظلمت کدے سے نکال کر روشنی کی دنیا میں لاتی ہے، تعلیم غیر انسانی اور غیر اخلاقی اقدار و اطوار کیلئے مثل نشتر ہے، تعلیم درندگی، جہالت، بداخلاقی اور بدکرداری کی بیخ کنی کا بہترین ہتھیار ہے۔ تعلیم ایک انسان کو معراج انسانی کراتی ہے۔ اور ایک انسان کو انسانی خصائل سے آراستہ و پیراستہ کراتی ہے، غرض کہ تعلیم انسان کو ایک ایسا انسان بناتی ہے کہ جس کو اشرف المخلوقات کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔

**تعلیم کی بنیادی ضرورت**

تعلیم ہر انسان چاہے وہ آمیر ہو یا غریب، مرد ہو یا عورت کی بنیادی ضرورت میں سے ایک ہے یہ انسان کا حق ہے جو کوئی اسے نہیں چھین سکتا اگر دیکھا جائے تو انسان اور حیوان میں فرق تعلیم ہی کی بدولت ہیں تعلیم کسی بھی قوم یا معاشرے کے لئے ترقی کی ضامن ہے یہی تعلیم قوموں کی ترقی اور زوال کی وجہ بنتی ہے تعلیم حاصل کرنے کا مطلب صرف سکول، کالج یونیورسٹی سے کوئی ڈگری لینا نہیں بلکہ اسکے ساتھ تمیز اور تہذیب سیکھنا بھی شامل ہے تاکہ انسان اپنی معاشرتی روایات اور قتدار کا خیال رکھ سکے۔ تعلیم وہ زیور ہے جو انسان کا کردار سنوراتی ہے دنیا میں اگر ہر چیز دیکھی جائے تو وہ بانٹنے سے گھٹتی ہے مگر تعلیم ایک ایسی دولت ہے جو بانٹنے سے گھٹتی نہیں بلکہ بڑھ جاتی ہے اور انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ تعلیم کی وجہ سے دیا گیا ہے۔

"من تعلم علمًا مما يُبتغى به وجه الله لا يتعلمهُ إلا ليصيب بهِ عرضًامن الدنيا لم يجد عَرَفَ الجنة يوم القيامة، يعني ريحَها"۔[7]

"جس شخص نے وہ علم سیکھا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو سکتی ہے اور پھر اس کو متاعِ دنیا کا ذریعہ بنایا تو ایسا شخص قیامت کے دن جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔"

تعلیم کی اہمیت و افادیت سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے، تعلیم پر ہی ایک معاشرے کی ہمہ گیر و ہمہ جہت تعمیر و ترقی کا انحصار ہے، لیکن تعلیم کا مقصد فقط حصول روزگار نہیں بلکہ انسان کو حقیقی معنوں میں انسان بنانا تعلیم کا بنیادی اور منتہائے مقصد ہے، تعلیم محض مختلف شعبہ ہائے حیات میں ترقی کا نام نہیں ہے بلکہ تعلیم انسان کے فہم وادراک، عقل وشعور کی بتدریج ترقی کا موثر ذریعہ ہے، تعلیم صرف بعض مضامین میں امتیازی مقام حاصل کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ تعلیم اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہنے اور اپنے وجود کے اندر پنہاں انسانی اور اخلاقی خصائل کو اجاگر کرنے کا نام ہے۔ تعلیم خود پسندی سے بچاتی ہے۔ تعلیم انسان کو عاجزی کا درس دیتی ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

"من طلب العلمَ ليُجارِيَ بهِ العلماءَ أوليُمارِيَ بهِ السفهاءَ أويصرف وجوهَ الناس إليه أدخله اللهُ النارَ"۔[8]

"جس شخص نے اس غرض سے علم حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ علماء سے مقابلہ کرے یا کم عقلوں سے بحث کرے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مائل کرے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو آگ میں ڈالیں گے۔"

تعلیم ایک انسان کو ظلمت کدے سے نکال کر روشنی کی دنیا میں لاتی ہے، تعلیم غیر انسانی اور غیر اخلاقی اقدار و اطوار کیلئے مثل نشتر ہے، تعلیم درندگی، جہالت، بد اخلاقی اور بد کرداری کی بیخ کنی کا بہترین ہتھیار ہے۔ تعلیم ایک انسان کو معراج انسانی کراتی ہے۔ اور ایک انسان کو انسانی خصائل سے آراستہ و پیراستہ کراتی ہے، غرض کہ تعلیم انسان کو ایک ایسا انسان بناتی ہے کہ جس کو اشرف المخلوقات کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ عصر حاضر میں تعلیم کا کافی زور و شور ہے۔ ہر سو خواہ وہ شہر ہوں یا دیہات، تعلیم و تعلم کا خاصا چرچا ہے۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں، یونیورسٹیوں، کالجوں، کی تعداد میں ہر سال خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے، اور سرکاری و نجی سطح پر اسکولوں کی بہتات ہے۔ جن میں لاکھوں طلبا و طالبات تحصیل علم کرنے میں مشغول ہیں۔ اس کے علاوہ بیشمار کوچنگ سینٹروں، جو ہر گلی اور کوچے میں قائم ہیں، میں ہزاروں طالبات کا مزید تحصیل تعلیم کیلئے تانتا بندھا رہتا ہے، تاکہ اپنے پسندیدہ میدانوں میں بازی مار سکیں، اور سرکاری سطح پر بھی جملہ تعلیمی اداروں میں بہتر سے بہتر سیلیبس کی ترتیب و تدوین کی جاتی ہے طلبا جملہ علوم میں امتیازی شان حاصل کر سکیں۔ نیز طلبا کو عصری علوم سے کماحقہ بہرہ ور ہونے پر تمام تر وسائل بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جارہا ہے۔ بہترین معالج، بہترین انجینئر، بہترین اساتذہ اور بہترین افسران کو تیار کرنے پر تمام تر توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔ جو انتہائی خوش آئند بھی ہے اور معاشرے کی اہم ترین ضرورت بھی۔ لیکن ایک انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنانے کا نہ ہی کوئی ادارہ ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا بندوبست، مقام حسرت و افسوس ہے کہ نہ صرف ہمارے تعلیمی ادارے بلکہ والدین بھی اپنے بچوں کو بڑے بڑے ڈاکٹرس، انجینئرس، یا افسران بنانے پر دن رات ایک کرتے ہیں لیکن شاید ہی کوئی ایسا والد ہوگا جس کو اپنے بچے کو بہترین انسان بنانے کی فکر دامن گیر ہوگی، بڑے بڑے تعلیمی اداروں میں اپنے بچوں کا داخلہ کرنے کیلئے والدین سر توڑ کوشش کرتے ہیں، اپنی جمع پونجی صرف کرتے ہیں، اپنے تمام تر اثر و رسوخ کو بروئے کار لاتے ہیں، ان کی ایک اہم ذمہ داری بھی ہے، تاکہ اپنے بچے کو اعلیٰ تعلیم اور معیاری تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کر سکیں لیکن ان کی اخلاقی و انسانی تربیت کیلئے نہ ہی کوئی خاص فکر کر رہے ہیں اور نہ کوئی خاصا انتظام کر کے پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ ہمارا حال تو اب یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کو فر فر کر انگریزی یا اردو بولتے اور جدید لباس و حلیہ میں دیکھ کر فخر و انبساط محسوس کرتے ہیں، بلکہ اپنے بچے کو بڑے اسکول میں داخل کرانا اور اس کو اردو یا انگریزی میں بات کرانا اب ایک فیشن اور محلے اور معاشرے میں ایک وقار بن گیا ہے جبکہ سادگی اور اسلامی آداب کے مطابق اپنے بچوں کو سنوارنا کر شان سمجھا جاتا ہے۔ تعلیم کا حصول ضروری ہے۔ حضرات صحابہ کرام کے دور میں تعلیم کے حصول کی اہمیت اتنی تھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں تعلیم کا حصول لازم و ملزوم تھا۔ حضرت عمر فاروق کے عہد میں جو خلافتِ راشدہ کا تابناک دور ہے، ایک قانون یہ تھا:

" لا يبع فى سوقنا هٰذا من لم يتفقه فى الدين"۔ [9] "

"جو شخص فقیہ (دینی مسائل کا ماہر) نہ ہو اس کو ہمارے بازار میں خرید و فروخت کی اجازت نہیں۔"

گویا دنیا کمانے کے لیے بھی علم دین کی ضرورت ہے، تا کہ حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تمیز ہو سکے اور خالص سود، سودی کاروبار اور غیر شرعی معاملات میں مبتلا نہ ہو۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں اخلاقی تعلیم و تربیت کے فقدان کا ہی نتیجہ ہے کہ ان اداروں سے ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں اعلیٰ تعلیمی سندیں لیکر تو نکلتے ہیں لیکن شاید ہی کوئی اخلاقی اقدار سے سرشار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں اس قدر تعلیم کے زور و شور کے باوجود نت نئے غیر اخلاقی مسائل پیدا ہو رہے ہیں ہر دن اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی طرف ایسے کارنامے اخباروں کی شہ سرخیاں بن جاتے ہیں کہ جنھیں پڑھ کر ہر ذی شعور انسان شرمسار ہو جاتا ہے۔ یہ تعلیم یافتہ افراد نہ صرف اپنے پیشوں کے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں جیسے ڈیوٹی سے غیر حاضر ہوتے ہیں، رشوت لیکر احمد کی ٹوپی محمد کے سر پر رکھتے ہیں، ڈیوٹی اوقات کے دوران پرائیوٹ پریکٹس یا پرائیوٹ ٹیوشن کرتے ہیں بلکہ غیر اخلاقی کاموں کے تمام ریکارڈ توڑ کر اپنے ماتحت یا ہم پیشہ خواتین کے ساتھ دست درازی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں۔ کس قدر مقام حسرت ہے کہ ہماری اس پیرء وار میں بھی دفتروں یا دوسری جگہوں پر خواتین کے ساتھ دست درازی کا گراف تشویش ناک حد تک بڑھ گیا ہے ۔ تعلیم حاصل کرنا ہر مذہب میں جائز ہے اسلام میں تعلیم حاصل کرنا فرض کیا گیا ہے۔

آج کے اس پر آشوب اور تیز ترین دور میں تعلیم کی ضرورت بہت اہمیت کا حامل ہے چاہے زمانہ کتنا ہی ترقی کر لے۔ حالانکہ آج کا دور کمپیوٹر کا دور ہے ایٹمی ترقی کا دور ہے سائنس اور صنعتی ترقی کا دور ہے مگر اسکولوں میں بنیادی عصری تعلیم، ٹیکنیکل تعلیم، انجینئرنگ، وکالت، ڈاکٹری اور مختلف جدید علوم حاصل کرنا آج کے دور کا لازمی تقاضہ ہے جدید علوم تو ضروری ہیں ہی اسکے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کی بھی اپنی جگہ اہمیت ہے اس کے ساتھ ساتھ انسان کو انسانیت سے دوستی کے لئے اخلاقی تعلیم بھی بے حد ضروری ہے اسی تعلیم کی وجہ سے زندگی میں خدا پرستی، عبادت، محبت خلوص، ایثار، خدمت خلق، وفاداری اور ہمدردی کے جذبات بیدار ہوتے ہیں۔ اخلاقی تعلیم کی وجہ سے صالح اور نیک معاشرہ کی تشکیل ہوتی ہے تعلیم کی اولین مقصد ہمیشہ انسان کی ذہنی، جسمانی اور روحانی نشو نما کرنا ہے تعلیم حصول کے لئے قابل اساتذہ بھے بے حد ضروری ہیں جو بچوں کو اعلٰی تعلیم کے حصوص میں مدد فراہم کرتے ہیں استاد وہ نہیں جو محض چار کتابیں پڑھا کر اور کچھ کلاسسز لے کر اپنے فرائض سے مبرا ہو جائے بلکہ استاد وہ ہے جو طلب و طالبات کی خفیہ صلاحیتوں کو بیدار کو تاہے اور انہیں شعور و ادراک، علم و آگہی نیز فکر و نظر کی دولت سے اپنے شاگرہ کو مالامال کرتا ہے جن اساتذہ نے اپنی اس ذمہ داری کو بہتر طریقے سے پورا کیا، ان کی شاگرد آخری سانس تک ان کے احسان مند رہتے ہیں اس تناظر میں اگر آج کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو محسوس ہو گا کہ پیشہ تدریس کو آلودہ کر دیا گے ا ہے محکمہ تعلیمات اور اسکول انتظامیہ اور معاشرہ بھی ان چار کتابوں پر قائع ہو گے اکل تک حصول علم کا مقصد تعمیر انسانی تھا آج نمبرات اور مارک شیٹ پر ہے۔

**خلاصۂ بحث**

تعلیم قرآن و سنت کی روشنی میں ایک ایسا جامع عمل ہے جو انسان کی فکری، روحانی اور اخلاقی تربیت کا باعث بنتا ہے۔ یہ انسان کو جہالت اور تاریکی سے نکال کر شعور، بصیرت اور کردار کی بلندی عطا کرتی ہے۔ تعلیم کے بغیر معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا اور نہ ہی افراد اپنی اصل صلاحیتوں کو اجاگر کر سکتے ہیں۔ اس مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ تعلیم اسلام میں محض ایک سماجی ضرورت نہیں بلکہ ایک الٰہی فریضہ بھی ہے۔ قرآنی تعلیمات واضح کرتی ہیں کہ حقیقی تعلیم وہ ہے جو انسان کو رب کی معرفت، اخلاقی اقدار

اور سماجی ذمہ داریوں سے روشناس کرائے۔ عصر حاضر میں ضرورت ہے کہ تعلیمی نظام کو قرآن کی رہنمائی کے مطابق ڈھالا جائے تاکہ تعلیم محض دنیاوی ہنر کا ذریعہ نہ رہے بلکہ انسانیت کے ارتقاء اور معاشرتی ترقی کا ضامن بن سکے۔

**تجاویز و سفارشات**

1. قرآنی تعلیمات کو نصاب کا بنیادی حصہ بنایا جائے تاکہ تعلیم صرف معلومات تک محدود نہ رہے بلکہ اخلاقی و روحانی تربیت بھی فراہم کرے۔
2. اساتذہ کی تربیت اس انداز میں کی جائے کہ وہ کردار سازی اور طلبہ کی عملی زندگی میں رہنمائی کا ذریعہ بن سکیں۔
3. تعلیم کو محض رسمی اداروں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ غیر رسمی اور خود سیکھنے کے مواقع کو فروغ دیا جائے۔
4. تعلیمی پالیسیوں کو معاشرتی ضرورتوں اور عصری تقاضوں کے مطابق تشکیل دیا جائے۔
5. اخلاقی اقدار اور سماجی ہم آہنگی کے فروغ کے لیے تعلیم کو معاشرتی ترقی کے ایک مرکزی عنصر کے طور پر تسلیم کیا جائے۔

**حوالاجات**

[1] القرآن، العلق، 96:1

[2] فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز، لاہور، ص:365

[3] https://www.minhajbooks.com/urdu/book/The-Islamic-Concept-of-Knowledge/read/txt/btid/452/

[4] https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-taaliim?lang=ur dec 18,2024

[5] https://www.mukaalma.com/2992/Dec,18 ,2024

[6] البقرہ:31

[7] ولی الدین تبریزی، مشکوٰۃ، کتاب العلم، الفصل الثانی، ص:۳۴

[8] ولی الدین تبریزی، مشکوٰۃ، مکتبہ رحمانیہ، کتاب العلم، الفصل الثانی، ص:۳۴

[9] محمد بن عیسی ترمذی، سنن الترمذی، ابواب صلوٰۃ الجمعۃ، ج:۱، ص:۱۱۰